خَلِیْلُ الرَّحمٰنْ چشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

قربانی کے احکام

www.KitaboSunnat.com

مرتب: خلیل الرحمٰن چشتی

347, Street 72, G-11/2
Islamabad, +92-300-55-60-900

E-mail: khaleelchishti@gmail.com
Web: alehsaninternational.com

Youtube Channels:

https://t.me/chishtikhaleel

https://youtu.be/ckeaoetg5kw

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

خَلِیلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

﴿اُضحِیَة﴾ قربانی کے احکام

1۔ قربانی کی مشروعیت:

قربانی دینِ اسلام میں مشروع ہے۔قربانی حضرت آدمؑ کے زمانے سے مشروع ہے۔

حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں ہابیل اور قابیل کو قربانی کا حکم دیا گیا تھا۔

قربانی قرآن وسنت سے ثابت ہے۔اس کی مشروعیت پر﴿اِجماع﴾ہے۔ (ابن القیمؒ، ابن قدامہ فی المغنی)

قربانی کا مقصد،خالقِ کائنات اللہ تعالیٰ کی قربت کا حصول ہے۔مسلمان کی نیت یہ ہوکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کے لیے اپنی محبوب چیزیں اللہ کی راہ میں قربان کردے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال کو قربان کرنے کے بعد،خود اپنے آپ کو بھی اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے ذہنی،قلبی اور عملی طور پر آمادہ ہوجائے۔ایک مسلمان کی ہر چیز اللہ کے لیے ہوتی ہے۔اُس کی نماز بھی،اُس کی قربانی بھی،اُس کی زندگی بھی اور اُس کی موت بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔

2۔ قربانی واجب ہے یا سنت مؤکدہ؟

صحیح بات یہ ہے کہ قربانی فرض یا واجب نہیں ہے،بلکہ سنتِ مؤکدہ ہے۔

(a)احناف کے نزدیک﴿ہرصاحبِ استطاعت پر﴾قربانی﴿واجب﴾ہے۔

احناف کے نزدیک،جن لوگوں پر صدقۂ فطر واجب ہے،ان پر قربانی واجب ہے(فتاوی عالمگیری)

اور صدقۂ فطر ہر صاحبِ نصاب پر واجب ہے اور نصاب ساڑھے سات تولے سونا ہے،

البتہ صدقۂ فطر اور قربانی کے لیے زکوۃ کی طرح،ایک سال کی شرط نہیں ہے۔اُن کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَن وَجَد سَعَةً ، فَلَم یُضحِّ فَلا یقربَنَّ مُصَلَّا نا))

"(استطاعت کے باوجود)جوشخص قربانی نہ کرے ، وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔"

(ابن ماجہ:3,123،عن ابی ہریرۃؓ ۔ صحیح)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی ایک ایسی سنت ہے،جس کی حد درجہ تاکید کی گئی ہے۔

وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

(b) ہر گھر والے پر قربانی (ضروری) ہے:

احناف کے برخلاف، دوسرا موقف یہ ہے کہ ہر گھر والے پر صرف ایک قربانی ضروری ہے۔

حضرت مِخنَف بن سُلَیم ؓ فرماتے ہیں: ہم میدانِ عرفات میں رسول اللہ ﷺ کے قریب ٹھہرے ہوئے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((یا اَیُّھَا النَّاس ! اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَھلِ بَیتٍ فِی کُلِّ عَامٍ اَضحِیَۃً))

”لوگو! ہر گھر والے پر ہر سال ایک قربانی ضروری ہے۔“

(ابوداود:2788، ابن ماجہ:3,125 عن مِخنَف بن سُلَیم ؓ ، صحیح)

(c) امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، ابن حزمؒ اور جمہورؒ کے نزدیک یہ ﴿سنتِ مؤکدہ﴾ ہے۔

قربانی کے سلسلے میں بنیادی طور پر دو اختلاف ہیں۔

1۔ قربانی واجب ہے یا سنت موکدہ؟

2۔ کیا ہر صاحبِ نصابِ زکوٰۃ پر قربانی واجب ہے؟ یا پورے گھر کے لیے ایک بکری کافی ہے؟

جمہور علماء (مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ، ظاہریہ وغیرہ) کا موقف یہ ہے کہ 'پورے گھر کی طرف سے صرف ایک قربانی کافی ہے۔'

اور یہ فرض اور واجب نہیں ہے، بلکہ سنتِ موکدہ ہے۔ ان کی دلیل حضرت ابوایوب انصاریؓ کی یہ حدیث ہے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ((فِي عَھدِ رَسُولِ اللّٰہ)) کس طرح قربانی کی جاتی تھی؟

آپؓ نے جواب دیا۔

((کَانَ الرَّجُلُ یُضَحِّی بِالشَّاۃِ عَنہُ وَعَن اَھلِ بَیتِہٖ))

”آدمی صرف ایک بکری کی قربانی کیا کرتا تھا، اپنی طرف سے اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے۔“

(ترمذی، ابواب الاضاحی، حدیث:1505، عن ابی ایوب انصاریؓ، صحیح)

راجح مسلک یہی ہے کہ قربانی واجب یا فرض نہیں ہے، بلکہ ”سنتِ مؤکدہ“ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

3۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ قربانی نہیں کیا کرتے تھے:

خلفائے راشدین لوگوں کے لیے آسانیاں فراہم کرتے تھے۔ لوگوں کو سادگی کی تعلیم دیا کرتے اور نمود و نمائش سے روکتے۔ قربانی چونکہ فرض اور واجب نہیں، بلکہ سنتِ مؤکدہ ہے، اس لیے وہ قربانی نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ امام بیہقیؒ نے یہ روایت نقل کی ہے۔

''حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ واجب قرار دیے جانے کے ڈر سے قربانی نہیں کیا کرتے تھے۔''

(البیھقی :265، نیل الاوطار لاشوکانیؒ)

4۔ قربانی میں ریاکاری جائز نہیں:

قربانی اللہ کے لیے کی جاتی ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو، نمود و نمائش کے لیے نہیں۔

امیروں کا دیکھا دیکھی غریب لوگ بھی قرض لے کر قربانی کرنے لگے ہیں۔ یہ رویہ بالکل غلط ہے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں:

﴿ كَانَ الرَّجُلُ فِي عَهدِ رَسُولِ اللّٰه ﷺ
يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنهُ وَعَن اَهلِ بَيتِهِ ،
فَيَا كُلُونَ وَيُطعِمُونَ
ثُمَّ تَبَاهَىٰ النَّاسُ ،
فَصَارَ كَمَا تَرٰی ﴾

''رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے میں ایک آدمی،
اپنی طرف سے اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے صرف ایک بکری ذبح کرتا تھا۔
اس قربانی میں سے وہ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے،
پھر اس کے بعد یہ زمانہ آیا کہ لوگ ایک دوسرے پر فخر جتانے لگے
پھر یہ حال ہو گیا، جو آج کل آپ دیکھ رہے ہیں۔''

(ابن ماجہ، کتاب الاضاحی، حدیث:3147، عن ابوایوب انصاریؓ، صحیح)

قربانی کے لیے اچھے سے اچھا صحت مند جانور ذبح کرنا چاہیے، لیکن اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ لوگوں کو دکھانے کے لیے، بڑے اور قیمتی جانور ذبح کرنا قربانی کی روح کے خلاف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِيْلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

5۔ پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے:

پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے، لیکن صاحبِ استطاعت دو یا دو سے زیادہ قربانیاں بھی کر سکتا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کی حدیث بالکل واضح ہے۔

”حضرت عطا تابعی نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے پوچھا کہ

((کَیْفَ کَانَتْ الضَّحَایَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قربانی کیسے ہوا کرتی تھی؟

فَقَالَ : کَانَ الرَّجُلُ یُضَحِّی بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ))

فرمایا: آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے، صرف ایک بکری کی قربانی کیا کرتا تھا۔“

(ابن ماجہ:3147، صحیح، ترمذی:1505، عن ابی ایوب انصاریؓ)

ہدایہ کی شرح، نصب الرایہ میں حافظ جمال الدین زیلعی حنفی مصری (م762ھ) فرماتے ہیں:

”حضرت ابوایوب انصاریؓ کی حدیث نے حنفی مذہب کو مشکل میں ڈال دیا ہے، جس میں ہر گھر کی طرف سے ایک بکری کا ذکر ہے۔“

احناف کا موقف یہ ہے کہ ہر صاحبِ حیثیت پر قربانی واجب ہے، جبکہ یہ حدیثیں کہہ رہی ہیں کہ پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے۔

6۔ کیا قربانی کا کوئی نصاب مقرر ہے؟:

قربانی کا کوئی نصاب رسول اللہ ﷺ نے مقرر نہیں فرمایا۔ بعض فقہاء نے زکوۃ کے نصاب کو، قربانی کا نصاب قرار دیا ہے، لیکن قرآن و سنت میں اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ زکوۃ اور قربانی کا کوئی باہمی تعلق نہیں ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خَلیلُ الرَّحمٰنُ چِشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

7۔ زکوۃ اور قربانی کا فرق:

زکوٰۃ اور قربانی کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لیجیے۔

زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک ہے۔شریعت میں زکوٰۃ کا نصاب مقرر کیا گیا ہے۔سونے کا نصاب، چاندی کا نصاب، پیداوار کا نصاب، اونٹوں، گائیوں، بکریوں اور بھیڑوں کا نصاب۔ زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب پر ''فرض'' ہے، چاہے مرد ہو یا عورت۔

زکوٰۃ کے مصارف آٹھ (8) ہیں، جو سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 60 میں بیان کر دیے گئے ہیں۔

زکوٰۃ ان آٹھ (8) مدات کے علاوہ کسی اور پر خرچ نہیں کی جاسکتی۔زکوٰۃ کی رقم سے آدمی خود کوئی حصہ استعمال نہیں کر سکتا۔

زکوٰۃ کے لیے نصاب سے زیادہ کا مال ایک پورے قمری سال تک موجود ہونا ضروری ہے۔

قربانی ہر آدمی پر ''فرض نہیں'' ہے۔یہ ''واجب بھی نہیں'' ہے، بلکہ ''سنتِ مؤکدہ'' ہے، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔

پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے، لیکن مالدار افراد زیادہ سے زیادہ قربانیاں کر سکتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی بھی کی ہے، ایک پوری گائے کی قربانی بھی کی ہے اور آخری سال حج کے موقع پر سو (100) اونٹوں کی قربانی بھی کی ہے۔

قربانی کے لیے مال کے پورے ایک قمری سال کی شرط بھی نہیں۔عید کے موقع پر پیسے آگئے ہوں تو قربانی کی جاسکتی ہے۔

قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھا سکتے ہیں۔قانع کو بھی کھلا سکتے ہیں۔تنگ دست فقیر کو بھی ضرور کھلانا چاہیے۔قربانی کے یہ تین (3) مصارف سورۃ الحج کی آیت نمبر 28 اور آیت نمبر 36 میں واضح طور پر بیان کر دیے گئے ہیں۔اس بارے میں کوئی کنفیوژن اور کوئی التباس نہیں ہونا چاہیے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

خَلِیلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

8۔ زکوٰۃ کی رقم سے قربانی نہیں کی جاسکتی:

زکوٰۃ کی رقم سے قربانی نہیں کی جاسکتی اور نہ زکوٰۃ کی رقم قربانی کے لیے دی جاسکتی ہے۔

آپ اپنی زکوٰۃ رقم، یا سونے، یا چاندی، یا جانور، یا زرعی پیداوار کی شکل میں ادا کردیجئے۔لیکن آپ کو یہ حق نہیں ہے کہ آپ زکوٰۃ لینے والے پر یہ پابندی عائد کریں کہ وہ اس سے قربانی کرے گا۔زکوٰۃ قبول کرنے والے کی اپنی مرضی اور صواب دید ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق زکوٰۃ کے مال کو استعمال میں لے آئے۔فرض کیجئے اُس کو آٹے کی ضرورت ہے، یا اُسے قرض ادا کرنا ہے، یا اُسے بجلی کا بل ادا کرنا ہے، یا بچوں کی فیس دینی ہے، ایسے آدمی کو آپ کیوں مجبور کر رہے ہیں کہ وہ زکوٰۃ کی رقم لے کر قربانی کرے؟

قربانی میں عقیقے کی نیت نہیں کرنا چاہیے:

قربانی میں عقیقے کو شامل کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

قربانی سنتِ مؤکدہ ہے۔قربانی سال کے صرف چار دنوں میں کی جاسکتی ہے۔ذوالحج کی دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ۔

عقیقہ مستحب ہے۔عقیقے کے لیے سنت یہی ہے کہ ساتویں دن کیا جائے۔سنت پر عمل کیا جائے۔

حاصل کلام:

(a) قربانی فرض یا واجب نہیں ہے، بلکہ سنتِ موکدہ ہے۔ہر صاحبِ حیثیت آدمی کو قربانی کرنا چاہیے۔

(b) پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے، لیکن استطاعت ہو تو ایک سے زیادہ جانوروں کی قربانی کرنا بھی سنت سے ثابت ہے۔

(c) زکوٰۃ اور قربانی کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔

وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ۔

خَلِیلُ الرَّحمٰن چشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

9۔ غریب آدمی ثواب حاصل کرنے کے لیے عید کے دن بال کٹوالے:

اسلام ایک دینِ فطرت ہے۔اس میں غریب اور امیر اور متوسط ہر قسم کے آدمی کے لیے ثواب حاصل کرنے کے مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔
جو آدمی غریب اور تنگ دست ہو اور اُس کے پاس صرف ایک دودھ دینے والا جانور ہو،
اُس کے علاوہ کچھ نہ ہو تو اُس کے لیے قربانی کرنا ہرگز ضروری نہیں،
البتہ وہ عید کے دن بال کٹوالے تو اُسے پوری قربانی کا ثواب مل سکتا ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اُمِرْتُ بِیَوْمِ الاَضْحٰی عِیدًا	”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں یومِ اضحیٰ کو عید مناؤں
جَعَلَهُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الاُمَّةِ .	اللہ نے میری اُمت کے لیے اس دن کو عید کے لیے خاص کیا ہے۔“
قَالَ الرَّجُلُ:	ایک آدمی نے سوال کیا۔
اَ رَاَیْتَ اِنْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِیحَةً اُنْثٰی	”اگر میرے پاس دودھ دینے والے مادہ جانور کے علاوہ
اَفَاُضَحِّی بِهَا ؟	کوئی اور جانور نہ ہو تو کیا اُسی کی قربانی کر دوں؟
قَالَ : لَا	آپؐ نے فرمایا: نہیں۔
وَلٰكِنْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ	بلکہ اپنے بال کاٹ لو، ناخن تراش لو۔
وَتَقُصُّ شَارِبَكَ، وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ	اور مونچھیں تراش لو اور زیرِ ناف صفائی کر لو۔
فَتِلْكَ تَمَامُ اُضْحِیَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ))	یہ اللہ کے نزدیک تمہاری پوری قربانی ہوگی۔“

(نسائی:4370، ابوداود، کتاب الضحایا، حدیث:2789، اسنادہ صحیح ، عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ)

10۔ قربانی کے جانور کا انتخاب:

(a) جانور واضح طور پر کمزور، بیمار، کانا اور لنگڑا نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِی الْاَضَاحِیِّ ،	”چار (4) قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔
فَقَالَ: اَلْعَوْرَاءُ بَیِّنٌ عَوَرُهَا	کانا جانور، جس کا کانا پن بہت واضح ہو۔
وَالْمَرِیضَةُ بَیِّنٌ مَرَضُهَا	بیمار جانور، جس کی بیماری بہت واضح ہو۔
وَالْعَرْجَاءُ بَیِّنٌ ظَلْعُهَا	لنگڑا جانور، جس کا لنگڑا پن بالکل واضح ہو۔
وَالْكَسِیرُ الَّتِی لَا تَنْقٰی))	کمزور جانور، جس کی ہڈی میں گودہ نہ ہو۔“

(ابوداود:2802، نسائی:4374)

اس حدیث میں ((بَیِّنٌ)) کا لفظ تین مرتبہ استعمال کیا گیا ہے، یعنی عیب بالکل واضح ہو، نمایاں ہو۔
اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ چھوٹے موٹے عیب سے درگزر کیا جائے گا۔کانا پن واضح ہو۔لنگڑا پن واضح ہو۔بیماری واضح ہو۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰن چِشتِی
Khaleelchishti @ yahoo.com

(b) ”لاغراور کمزور ﴿العجفاء﴾ نہ ہو، مریل اور دبلا پتلا نہ ہو ، چربی سے بالکل خالی نہ ہو۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُضَحَّى بِالْعَرْجَاءِ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا ،	”لنگڑا جانور ذبح نہ کیا جائے جس کا لنگڑا پن واضح ہو،
وَلَا بِالْعَوْرَاءِ بَيِّنٌ عَوَرُهَا ،	کانے جانور کی قربانی نہ کی جائے، جس کا کانا پن واضح ہو،
وَلَا بِالْمَرِيْضَةِ بَيِّنٌ مَرَضُهَا	بیمار جانور کی قربانی نہ کی جائے، جس کی بیماری واضح ہو،
وَلَا بِالْعَجْفَاءِ الَّتِي لَا تُنْقِي))	مریل جانور کی قربانی نہ کی جائے، جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔“

(ابوداود:2,802، ترمذی:1497، عن براء بن عازبؓ)

(c) رسول اللہ ﷺ نے آنکھ اور کان کو اچھی طرح دیکھنے کا حکم فرمایا۔

((اَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ	”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ
اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ	ہم (قربانی کے جانوروں کی) آنکھیں اور کان غور سے دیکھ لیا کریں
وَلَا نُضَحِّي بِعَوْرَاءَ	اور کوئی ایسی قربانی نہ کریں جو کانی ہو
وَلَا مُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ	نہ اس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو
وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ	یا کان چیرا ہوا ہو، اور نہ اس میں سوراخ ہو۔
قَالَ زُهَيْرٌ : فَقُلْتُ لِاَبِي اِسْحَاقَ :	زہیر کہتے ہیں: میں نے ابواسحٰق سے پوچھا:
اَذَكَرَ عَضْبَاءَ ؟	کیا (ٹوٹی سینگ) کا بھی ذکر کیا تھا؟
قَالَ : لَا قُلْتُ: فَمَا الْمُقَابَلَةُ ؟	انہوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: مُقَابَلَة سے کیا مراد ہے؟
قَالَ : يُقْطَعُ طَرَفُ الْاُذُنِ	انہوں نے کہا: جس کے کان کا کنارا کٹا ہوا ہو۔
فَقُلْتُ : فَمَا الْمُدَابَرَةُ ؟	میں نے کہا: مُدَابَرَة کیا ہے؟
قال :يُقْطَعُ من مُؤَخَّرِ الْاُذُنِ	کہا: جس کا کان پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو۔
قُلْتُ : فما الشَّرْقَاءُ ؟	میں نے پوچھا کہ شَرْقَاء کسے کہتے ہیں؟
قال : تُشَقُّ الْاُذُنُ .	فرمایا: جس کا کان چیرا ہوا ہو۔
قُلْتُ : فما الخَرْقَاءُ ؟	میں نے پوچھا: خَرْقَاء کسے کہتے ہیں؟
قَالَ : تُخْرَقُ اُذُنُهَا لِلسِّمَةِ))	کہا: کہ جس کے کان میں علامت کے طور پر سوراخ کر دیا گیا ہو۔“

(ابوداود، کتاب الضحایا:2,804 صحیح عن علیؓ)

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

(d) ایسے جانور کی قربانی نہ کی جائے، جس کا کان جڑ سے کٹا ہوا ہو، یا سینگ ٹوٹا ہوا ہو:

- ابوداود کی ایک صحیح حدیث میں ہے:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی اَنْ یُضَحّٰی بِعَضْبَاءِ الْاُذُنِ وَالْقَرْنِ))

"نبی ﷺ نے ایسی قربانی کرنے سے منع فرمایا جس کا کان یا سینگ جڑ سے کٹ گیا ہو، یا ٹوٹ گیا ہو۔"

(ابوداود، کتاب الضحایا: 2,805 صحیح عن علیؓ)

- ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے:

((اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَیْنَیْنِ وَالْاُذُنَیْنِ))

"رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ قربانی کے جانوروں کی دونوں آنکھوں کو اور دونوں کانوں کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے۔"

(ترمذی: 1503، ابن ماجہ: 3143، عن علی بن ابی طالبؓ)

- ترمذی اور نسائی کی ایک اور حدیث میں مندرجہ ذیل الفاظ ہیں۔

((نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُضَحّٰی بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ))

"رسول اللہ ﷺ نے سینگ ٹوٹے ہوئے جانور اور کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع فرمایا۔"

(ترمذی: 1504، نسائی: 4382)

(بعض علماء کے نزدیک ایک تہائی تک کٹے ہوئے ہوں تو رخصت ہے) (ابن ماجہ: 3145، ضعیف)

(e) حضرت براء بن عازبؓ کی بصیرت:

ایک تابعی نے مشہور صحابی حضرت براء بن عازبؓ سے کہا کہ مجھے قربانی کے جانور میں دانت کان اور سینگ میں کسی قسم کا عیب بالکل پسند نہیں۔

اُس کے جواب میں حضرت براء بن عازبؓ کی بصیرت ملاحظہ فرمائیے۔ فرمایا:

((مَا کَرِهْتَهٗ فَدَعْهُ، وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰی اَحَدٍ))

"اگر تمہیں جانور پسند نہ آئے تو اُسے چھوڑ دو، لیکن کسی دوسرے پر اسے حرام نہ کرو۔"

(نسائی: 4369، ابن ماجہ: 3144، عن البراءؓ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چِشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

(f) امام ابوسلیمان الخطابیؒ کا قول:

امام ابوسلیمان الخطابیؒ (م388ھ) سنن ابوداود کی شرح معالم السنن میں لکھتے ہیں:

((اَنَّ الْعَیْبَ الْخَفِیفَ فِی الضَّحَایَا مَعْفُوٌّ عَنْهُ))

''قربانی کے جانور میں 'معمولی اور خفیف قسم کا عیب' قابلِ معافی ہے۔'' (معالم السنن)

(g) اگر جانور بیمار ہو جائے تو قربانی کی جاسکتی ہے:

حضرت ابن شہاب زہریؒ تابعی (م124ھ) فرماتے ہیں:

''صحت مند جانور خریدنے کے بعد بیمار ہو جائے تو اُس کی قربانی جائز ہے۔''

(مصنف عبدالرزاق صنعانی:8192)

حاصل کلام:

قربانی کا جانور صحت مند ہو، لنگڑا نہ ہو، کانا نہ ہو، بیمار نہ ہو، سینگ جڑ سے اُکھڑا ہوا نہ ہو۔ اچھی طرح دیکھ لیا جائے۔
اس بارے میں زیادہ سختی جائز نہیں۔ معمولی اور خفیف قسم کا عیب قابلِ معافی ہے۔ وَاللّٰهُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ۔
بعض متشدد لوگ بال کی کھال نکالتے ہیں اور حلال چیزوں کو بھی حرام ٹھیراتے ہیں۔ یہ رویہ درست نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چِشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

11۔ قربانی کے جانوروں کی عمریں:

(a) ﴿دنبہ یا دنبی﴾ چھ مہینے اور سال کے درمیان کی ہو۔

(b) ﴿بکرا یا بکری﴾ ایک سال پورے کر کے دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

(c) ﴿گائے یا بیل﴾ دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(d) ﴿اونٹ یا اونٹنی﴾ پانچ سال کے ہوں۔

تنگی اور دشواری کی صورت میں دنبہ (Lamb) قربان کیا جا سکتا ہے، جب دو دانتوں والا جانور نہ ملے، یا پھر قیمت بہت زیادہ ہو، جو آپ کی مالی استطاعت سے زیادہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تذ بَحُوا اِلَّا مُسِنَّة ، اِلَّا اَن یَّعسُرَہ علیکُم ، فَتَذ بَحُوا جَذعَةً مِنَ الضَّأنِ))

”﴿مُسِنَّة﴾ دانتوں والا جانور ہی ذبح کرو، ورنہ دشواری ہو تو دنبے کا بچہ ﴿جَذعَة﴾ ہی ذبح کرلو۔“

(صحیح مسلم: 1963 عن جابرؓ)

﴿مُسِنَّة﴾ سے مراد وہ جانور ہے، جس کے دودھ کے دانت گر چکے ہوں۔

بکرے (Goat) کے دانت ایک سال میں گرتے ہیں۔

بیل (Cow) کے دانت دو سال میں گرتے ہیں۔

اونٹ (Camel) کے دانت پانچ سال میں گرتے ہیں۔

﴿جَذعَة﴾ سے مراد وہ دنبہ (Lamb) ہے، جو چھ ماہ سے ایک سال کی عمر کا ہو، لیکن دودھ کے دانت نہ گرے ہوں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

12۔ گھر والوں کی طرف سے صرف ایک بکری بھی قربان کی جاسکتی ہے۔

ایک بکری، دو مینڈھے، ایک گائے اور سو اونٹ قربان کرنا رسول اللہ ﷺ سے اور صحابہؓ سے ثابت ہے۔
آپ بھی اپنے حالات کو دیکھ کر حسبِ استطاعت ایک یا ایک سے زیادہ قربانیاں کر سکتے ہیں۔

(a) ایک بکری کی دلیل:

''حضرت عطا تابعی نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قربانی کیسے ہوا کرتی تھی؟

((کَیفَ کَانَتُ الضَّحَایَا عَلٰی عَھدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : کَانَ الرَّجُلُ یُضَحِّی بِالشَّاۃِ عَنهُ وَعَنْ اَھلِ بَیتِهٖ))

فرمایا: آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کیا کرتا تھا۔''

(ابن ماجہ: 3147 ، صحیح، ترمذی: 1505، عن ابی ایوب انصاریؓ)

(b) ایک مینڈھے کی دلیل:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑے سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا، جس کے پاؤں بھی کالے تھے اور جسم بھی کالا اور آنکھیں بھی کالی۔
اسے آپ ﷺ کے پاس قربانی کے لیے لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا ''مجھے چھری لا دو۔'' پھر کہا: ''اس کو پتھر پر تیز کر دو۔ لوگوں نے تیز کر کے آپؐ کو چھری دی۔ آپؐ نے مینڈھے کو پکڑا، لٹایا اور پھر ذبح کیا اور پھر دُعا کی۔

((اَللّٰھُمَّ ! تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ، وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ، ثُمَّ ضَحّٰی بِهٖ))

''اے اللہ ! اسے میری طرف سے قبول فرما! میرے گھر والوں کی طرف سے قبول فرما اور میری اُمت کی طرف سے۔''

پھر آپ ﷺ نے ذبح کر دیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، حدیث: 5091، عن عائشہؓ)

ایک مینڈھے میں اپنی اور سب کی طرف سے جامع نیت:

صحیح مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنی قربانی کی نیت میں، اپنے علاوہ اپنے گھر والوں کو اور اپنی ساری اُمت کو شامل کر لیا۔

غریب اُمتیوں کی طرف سے نیت:

ابو داود کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی قربانی کی نیت میں اپنے علاوہ، اپنی اُمت کے تمام غریبوں کو بھی شامل کر لیا۔
حضرت جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں عید کے دن آپ ﷺ نے خطبے کے بعد منبر سے نیچے اُترے تو آپ کو ایک مینڈھا پیش کیا گیا
تو آپ ﷺ نے اُس مینڈھے کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کیا اور پھر یہ دُعا کی۔

((بِسمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکبَرُ))	''اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''
((اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّی	''اے اللہ! یہ میری طرف سے بھی ہے
وَعَمَّن لَم یُضَحِّ مِن اُمَّتِی))	اور میری امت کے ہر اس شخص کی طرف سے بھی ہے، جس نے قربانی نہیں کی۔''

(ابو داود: 2,810، عن جابرؓ، حسن، ترمذی: 1,521)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قربانی میں آپ ﷺ اُمت کو بھی شریک کر لیا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰن چشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

(c) دو مینڈھوں کی دلیل:

رسول اللہ ﷺ دو(2) صحت مند فربہ اور سینگوں والے مینڈھے قربان کیا کرتے تھے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ وَاَنَا اُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ))

”نبی ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔“

(صحیح بخاری، کتاب الاضاحی، حدیث:5553، عن انس بن مالکؓ)

حضرت انسؓ بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح دو(2) مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔

(d) سات(7) اونٹوں کی دلیل:

صحیح بخاری کی حدیث ہے۔

((وَنَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهٖ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا ،
وَّضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ
كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ))

”نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹ کھڑے کر کے نحر فرمائے
اور مدینہ طیبہ میں قربانی کی
دو چِت کبرے (رنگ برنگے) بڑے سینگوں والے مینڈھے ذبح کیے۔“

(صحیح بخاری، کتاب الحج، حدیث:1712، عن انسؓ)

(e) سو(100) اونٹوں کی دلیل:

صاحبِ حیثیت آدمی ایک سے زیادہ قربانی کر سکتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ کی طویل حدیث نقل ہوئی ہے۔

10 ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر، آپ ﷺ نے سو(100) اُونٹوں کی قربانی کی۔

((فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَّسِتِّيْنَ بِيَدِهٖ ، ثُمَّ اَعْطٰى عَلِيًّا ، فَنَحَرَ مَا غَبَرَ))

”رسول اللہ ﷺ نے ترسٹھ(63) اونٹ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور بقیہ سینتیس(37) حضرت علیؓ کو دیے کہ ذبح کریں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث:2950، جابر بن عبداللہؓ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

13۔ خصی جانور کی قربانی سنت ہے:

خصی جانور (Castrated) کی قربانی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے خصی جانور کی قربانی کی ہے۔

((ذَبَحَ النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ الذَّبْحِ کَبْشَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مُوجَا ئِیْنِ))

"نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن دو مینڈھے ذبح کیے، سینگوں والے، خوبصورت رنگ بر نگے اور ﴿مُوجَا ئِیْنِ﴾ خصی۔"

(ابوداود:2795، ابن ماجہ:3121، عن جابرؓ)

عربی زبان میں خصی جانور کو ﴿مَوجُوءٌ﴾، ﴿وَجِیءٌ﴾ اور ﴿مَخصِیٌّ﴾ کہا جاتا ہے۔

جب جانور کو خصی کیا جاتا ہے تو اُس کے فوطے (Testicles) نکال دیے جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اگر جانور کے فوطے (Testicles) نہ ہوں تب بھی ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔

حاصل کلام:

پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے، لیکن استطاعت رکھنے والے ایک سے زیادہ جانور قربانی کر سکتے ہیں۔

وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰن چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

14۔ اونٹ اور گائے میں شراکت:

(a) اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات (7) افراد شریک ہوسکتے ہیں۔

((فَامَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَّشْتَرِکَ فِی الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ : کُلُّ سَبْعَةٍ فِی بَدَ نَةٍ))۔

''ہمیں رسول اللہ ﷺ نے (یہ بھی) حکم دیا کہ گائے اور اونٹ کی قربانی میں، ہم سات سات افراد شریک ہوجائیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث:2940، عن جابرؓ)

ایک دوسری روایت میں ہے:

((کُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحٰی ، فَاشْتَرَکْنَا فِی الْبَقَرَةِ سَبْعَةً ، وَفِی الْبَعِیرِ عَشَرَةً))

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ قربانی کا دن آ گیا۔ سو ہم نے گائے میں سات لوگوں کو شریک کرلیا اور اونٹ میں دس لوگوں کو شریک کرلیا۔''

(ترمذی:1501، نسائی:4397، عن ابن عباسؓ)

(b) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں صحابہؓ نے ایک اونٹ میں دس (10) لوگوں کا حصہ بنالیا۔

((کُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِی سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحٰی . فَاشْتَرَکْنَا فِی الْجَزُورِ عَنْ عَشَرَةٍ ، وَالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ))۔

''ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ عیدالاضحیٰ آ گئی، چنانچہ ہم نے اونٹوں میں دس دس (10) آدمی شریک کرلیے۔ اور گائیوں میں سات سات (7) آدمی شریک کرلیے۔''

(ابن ماجہ:3131 صحیح، عن ابن عباسؓ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

15۔ ایامِ تشریق

عشرۂ ذوالحجہ سے مراد، ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔اس کا آخری دن ایام تشریق میں شامل ہے۔
اس طرح یہ کل ذوالحجہ کے ابتدائی تیرا(13) دن ہیں، جن میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جانا چاہیے۔

(a) ﴿ایامِ تشریق﴾ سے مراد، دھوپ میں گوشت خشک کرنے یعنی گوشت سکھانے کے دن ہیں۔

(b) ایامِ تشریق کے چار(4) دن ہیں:

حاجی عید کے دن کے بعد، منیٰ میں دو(2) دن بھی قیام کر سکتا ہے اور (یعنی تیرا ذوالحجہ تک) تین(3) دن بھی۔
تیرا(13) ذوالحجہ بھی ایام تشریق میں شامل ہے۔اس کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ
فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ
وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ
لِمَنِ اتَّقَى
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴾

”ان گنے چنے دنوں میں اللہ کو یاد کرو
جو شخص دو دن میں ہی اُٹھ جائے، اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔
(یعنی صرف 11 اور 12 کو)
اور جو شخص تیسرے دن بھی رکا رہے، اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں
(یعنی 13 ذوالحجہ کو بھی)
اُن لوگوں کے لیے (لیکن شرط یہ ہے کہ) جو تقویٰ کا اہتمام کریں
اللہ سے ڈرتے رہو۔یاد رکھو کہ اُسی کے پاس جمع کیے جاؤ گے۔“

(سورۃ البقرۃ:203)

جب تیرا(13) ذوالحجہ کو منیٰ میں قیام مستحب قرار دیا گیا ہے تو تیرا(13) تاریخ بھی ایام تشریق میں شامل ہے اور تیرا(13) کو بھی قربانی ہو سکتی ہے۔وَاللّٰهُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

خَلِیلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

(c) تمام چار(4)ایامِ تشریق میں قربانی کی جاسکتی ہے۔

دس(10)،گیارہ(11)،بارہ(12)اور تیرا(13)ذوالحجہ۔تیرا تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے تک قربانی کی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((کُلُّ اَیَّامِ التَشرِیقِ ذَ بحٌ)) ”گوشت سکھانے کے سارے دن ہی ذبح کے دن ہیں۔“

(البیہقی،ابواب الذبائح،عن ابی ہریرہؓ،مسند احمد:8214عن جبیر بن مطعمؓ،ابن حبان:3854)

قربانی کا افضل ترین دن دس(10)ذوالحجہ ہے:

تمام چار(4)دنوں میں قربانی کی جاسکتی ہے،لیکن عید کے دن(دس ذوالحجہ کو)قربانی کرنا زیادہ افضل ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَعظَمَ الاَیَّامِ عندَ اللّٰہِ تبارَکَ وتعالٰی ”بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک عظیم ترین دن
یومُ النَّحرِ نَحر کا دن (یعنی 10 ذوالحجہ کا دن)ہے،
ثُمَّ یَومُ القُرِّ)) پھر اس کے بعد قُرّ کا دن (یعنی 11 ذوالحجہ کا دن)ہے۔“

(ابوداود:1765،عن عبداللہ بن قرطؓ)

”عیدالاضحیٰ کے دن،اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل، جانور کا خون بہانا ہے۔“

(ترمذی: ابواب الاضاحی،1493،ضعیف)

16۔﴿ایامِ تشریق﴾کھانے پینے کے دن ہیں،ان چار(4)دنوں میں روزہ نہیں رکھا جاسکتا:

ایامِ تشریق کھانے پینے کے دن ہیں،ان چار(4)دنوں میں روزہ نہیں رکھا جاسکتا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَیَّامُ التَّشرِیقِ اَیَّامُ اَکلٍ وَشُربٍ)) ”ایامِ تشریق کھانے پینے کے دن ہیں۔“

(صحیح مسلم،کتاب الصیام،حدیث:2677،عن نُبیشَۃَ الھُذَلیؓ)

معلوم ہوا کہ ایامِ تشریق میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

www.KitaboSunnat.com

خَلِیلُ الرَّحمٰنُ چشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

17۔﴿ایامِ تشریق﴾اللہ کو کثرت سے یاد کرنے کے دن ہیں:

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَاذکُرُوا اللّٰہَ فِی اَیَّامٍ مَّعدُودَاتٍ﴾ ''ان متعین دنوں میں اللہ کا ذکر کرو۔'' (البقرۃ:203)

رسول اللہ ﷺ بھی ان دنوں کو اللہ کے ذکر کے دن قرار دیتے ہیں۔

((وَذِکرِاللّٰہِ)) ''ایامِ تشریق،اللہ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔''

(صحیح مسلم،کتاب الصیام،حدیث:2678،عن نُبیشَۃ الھُذَلیؓ)

18۔ ایامِ تشریق میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور کثرت سے تکبیر پڑھی جائے:

(a) چلتے پھرتے بازاروں میں بھی ان دس (10) دنوں میں ﴿اللہ کا ذکر﴾ کرنا چاہیے اور اگلے تین دنوں میں بھی ﴿تکبیر﴾ کہنا چاہیے۔

(b) عبداللہ بن عمرؓ اور ابو ہریرۃؓ ذوالحجہ کے دس دنوں میں بازار کی طرف نکلتے اور ﴿تکبیر﴾ کہتے،لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیریں کہتے۔

((وَکَانَ ابنُ عُمَرَ وَاَبُو ھُرَیرَۃَ یَخرُجَانِ اِلَی السُّوقِ
فِی اَیَّامِ العَشرِ یُکَبِّرَانِ
وَیُکَبِّرُ النَّاسُ بِتَکْبِیرِھِمَا،
وَکَبَّرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ خَلفَ النَّافِلَۃِ))

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرۃؓ جب بازار جاتے
ان دس دنوں میں تکبیرات کہتے تھے،
لوگ بھی ان دونوں کی تکبیرات کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔
اور حضرت محمد بن علی نفلی نمازوں کے بعد بھی تکبیرات کہتے تھے۔''

(صحیح بخاری،کتاب العیدین،حدیث:968،عن ابن عباسؓ)

(c) ایامِ تشریق میں کثرت سے ﴿تہلیل،تکبیر اور تحمید﴾ کرنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایامِ تشریق میں یہ ﴿ذکر﴾ کیا کرتے۔

﴿ اَللّٰہُ اَکبَر ، اَللّٰہُ اَکبَر ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ، وَاللّٰہُ اَکبَر ، اَللّٰہُ اَکبَر ، وَلِلّٰہِ الحَمدُ ﴾

(مصنف ابن ابی شیبہ:5630،5645)

www.KitaboSunnat.com

خَلِیلُ الرَّحمٰنُ چِشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

19۔ایامِ تشریق میں تکبیرات کا وقت:

﴿تہلیل وتکبیر وتحمید﴾ کب تک کی جائے؟ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

البتہ صحابہؓ میں سے حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کی رائے میں

"نو(9) ذوالحجہ کی نمازِ فجر سے، تیرا(13) ذوالحجہ کی نمازِ عصر تک باآواز بلند﴿تکبیریں﴾ کہنی چاہییں۔"

(البیھقی :279/3،نیل الاوطار)

20۔حائضہ عورتوں کو بھی عیدگاہ جا کر تکبیر کہنا چاہیے:

حائضہ عورتوں کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ عید کے دن عیدگاہ کی طرف نکلیں اور﴿تکبیرات﴾ کہنے والوں میں شامل ہو جائیں۔

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا:"ہم خواتین کے پاس بڑی چادر نہ ہو تو نمازِ عید کے لیے باہر نہ جانے میں کوئی حرج ہے؟

آپ ﷺ نے جواب دیا:

((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا ، وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ))

"اُس کی سہیلی کو چاہیے کہ وہ اُسے اپنی چادر کا کچھ حصہ پہنا دے تاکہ خیر کی مجلس اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہو جائے۔"

حضرت اُمِ عطیہؓ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((تَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ ، أَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ ، وَالْحُيَّضُ ، وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ ، وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى))۔

"جوان لڑکیاں، پردہ نشین خواتین (یا فرمایا) پردہ نشین جوان لڑکیاں اور حیض والی عورتیں عیدگاہ جائیں اور خیر کی مجلس کے علاوہ مسلمانوں کی دُعاؤں میں شریک ہو جائیں، البتہ حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ بیٹھیں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الحیض:324،عن حفصہ بنت سرینؒ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواتین عید کے دن، عیدگاہ جائیں گی۔مجلسِ خیر میں شرکت کریں گی۔مسلمانوں کی دُعا میں شریک ہوں گی۔ تکبیرات پڑھیں گی۔نمازِ عید بھی پڑھیں گی،البتہ ناپاک خواتین نماز نہیں پڑھیں گی،لیکن ذکر کرتی رہیں گی۔

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

21۔ عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہیں کھانا چاہیے:

عیدالاضحیٰ کے دن نمازِ عید سے پہلے، آپ ﷺ کچھ نہیں کھاتے تھے۔

((کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَخرُجُ یَومَ الْفِطرِ حَتّٰی یَطْعَمَ ، وَلَا یَطْعَمُ یَومَ الْاَضْحیٰ حَتّٰی یُصَلِّیَ))

”عیدالفطر کے دن رسول اللہ ﷺ کچھ کھائے بغیر عیدگاہ کے لیے نہ نکلتے۔ اورعیدالاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے۔“

(ترمذی:542، صحیح،عن ابن بریدہؓ)

22۔ نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز نہیں:

عیدالاضحیٰ کے دن، پہلےعید کی نماز پڑھی جائے گی اور اُس کے بعد قربانی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ بِهٖ فِی یَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّیَ ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ ، مَنْ فَعَلَهٗ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا ، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهٗ لِاَهْلِهٖ ، لَیْسَ مِنَ النُّسُکِ فِی شَیْءٍ . فَقَامَ اَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِیَارٍ وَقَدْ ذَبَحَ فَقَالَ: اِنَّ عِنْدِی جَذَعَةً ، فَقَالَ: اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ))

” پہلا کام جس سے ہم عیدالاضحیٰ کے دن کی ابتدا کریں گے، وہ نماز ہے، پھر واپس آ کر قربانی کریں گے۔
جس نے ایسا کیا، اس نے ہماری سنت کو پالیا۔
لیکن جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی، اس کی حیثیت صرف ایسے گوشت کی ہے جو اس نے اپنے اہل خانہ کے لیے پہلے تیار کرلیا ہو۔
یہ کسی صورت قربانی کی عبادت میں شمار نہیں ہوسکتی۔“
یہ سن کر حضرت ابو بردہ بن نیارؓ کھڑے ہوئے،
انھوں نے (لاعلمی میں) نمازِ عید سے پہلے قربانی کر لی تھی،
کہنے لگے: اب تو میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہی ہے؟ (پورے سال کا نہیں ہے)
آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہی ذبح کردو۔“
لیکن تمہارے بعد کسی اور کے لیے چھوٹا جانور کافی نہیں ہوگا۔“
(یہ رخصت خاص طور پر صرف تمہارے لیے ہے۔)

(صحیح بخاری: 5545،عن براء بن عازبؓ)

www.KitaboSunnat.com

خَلِيلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

23۔ قربانی کا وقت اور جگہ:

عیدالاضحیٰ کے دن، پہلے عید کی نماز پڑھی جائے گی اور اُس کے بعد قربانی۔ عیدگاہ میں شہر کے باہر قربانی کرنا مستحب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَ اُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا اَنْ نُصَلِّي ، ثُمَّ نَرْ جِع فَنَنْحَرَ، مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا))

''بلاشبہ ہم آج کے دن عید کی نماز سے ابتداء کریں گے، پھر گھر لوٹ کر قربانی کریں گے، جس نے اس طرح عمل کیا، اُس نے ہماری سنت کو پالیا۔''

(صحیح بخاری:5545،عن براء بن عازبؓ)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی فرض نہیں ہے، بلکہ سنت اور مستحب ہے۔

24۔ عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لی تو عید کی نماز کے بعد ایک اور جانور کی قربانی ضروری ہوگی:

اگر کسی نے عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لی تو اسے دوسرا جانور قربان کرنا ہوگا۔

عید کی نماز سے پہلے قربانی عام صدقے میں شمار ہوگی۔

(صحیح بخاری:5556،5549،5561)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا اُخْرَى ، وَمَنْ لَمْ يَذْ بَحْ فَلْيَذْ بَحْ))

'' جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی ذبح کی وہ اس کی جگہ دوسری قربانی ذبح کرے اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح نہیں کی وہ اب نماز کے بعد ذبح کرے۔''

(صحیح بخاری، کتاب الاضاحی، حدیث:5562،عن جندب بن سفیان بجلیؓ)

حضرت ابو بردہؓ نے عید سے پہلے قربانی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَبدِ لهَا))

''اس قربانی کو دوسری قربانی سے بدل لو۔''

(صحیح بخاری:5557،صحیح مسلم:1961،عن البراءؓ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

25۔ قربانی کی جگہ عیدگاہ ہے:

عید کی نماز شہر سے باہر پڑھی جائے تو بہتر ہے، لیکن آج کل بڑے شہروں میں ایسا کرنا شاید مشکل ہے۔قربانی بھی شہر سے باہر کی جائے تو بہتر ہے۔

(a) بہتر ہے کہ قربانی شہر سے باہر ﴿عیدگاہ﴾ کے پاس کی جائے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔

((یَذْبَحُ وَیَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰی)) ''آپ ﷺ عیدگاہ میں (شہر سے باہر) ذبح اور نحر کیا کرتے تھے۔''

(صحیح بخاری، کتاب الاضاحی، حدیث:5552، عن عمرؓ)

(b) قربانی کے جانور کو ﴿قبلہ رخ﴾ کرکے ذبح کرنا چاہیے۔

(ابوداود:2795 حسن)

(c) آدمی کو اپنی قربانی کا جانور خود ذبح کرنا چاہیے۔ یہی افضل ہے، ورنہ دوسرے سے بھی ذبح کرایا جاسکتا ہے۔

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُضَحِّی بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ ، وَیَضَعُ رِجْلَہٗ عَلٰی صَفْحَتِھِمَا وَیَذْبَحُھُمَا بِیَدِہٖ))

''رسول اللہ ﷺ خود ﴿اَقْرَنَیْنِ﴾ دو سینگوں والے ﴿اَمْلَحَیْنِ﴾ دو خوبصورت سفید اور کالے رنگ کے ﴿کَبْشَیْنِ﴾ دنبوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور اپنا پاؤں جانور کی گردن پر رکھتے اور پھر خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے۔''

(صحیح بخاری:5564، صحیح مسلم: 1966، عن انسؓ)

(d) عورت بھی اپنی قربانی کا جانور خود ذبح کرسکتی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اپنی بیٹیوں کو خود ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ (صحیح بخاری، تعلیقاً)

26۔ حاجیوں کی قربانی کی جگہ منیٰ اور مکہ ہے:

حاجی اپنی قربانی منیٰ میں بھی کرسکتے ہیں اور مکہ میں بھی۔

﴿ لَکُمْ فِیهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى ''تم لوگوں کے لیے جانوروں میں ایک مقرر وقت تک فائدے رکھ دیے گئے ہیں۔
ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴾ پھر ان جانوروں کے حلال ہونے کی جگہ اُس قدیم گھر (کعبہ) کی طرف ہے۔''

(الحج:33)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((کُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ ''عرفات کا پورا میدان، وقوف کی جگہ ہے،
وَکُلُّ مِنًی مَنْحَرٌ منیٰ کی ساری وادی، قربانی کی جگہ ہے،
وَکُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ اور مزدلفہ کا سارا میدان، وقوف کی جگہ ہے،
وَکُلُّ فِجَاجِ مَکَّةَ طَرِيْقٌ وَمَنْحَرٌ)) اور مکے کی تمام سڑکیں، گلیاں، راستے بھی ہیں اور قربانی کے مقامات بھی ہیں۔''

(ابوداود، المناسک، باب الصلاۃ، حدیث:1,937، عن جابرؓ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنْ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

27۔حاجیوں کو دو دو مقامات پر قربانی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے:

معلوم ہونا چاہیے کہ حجِ قِران اور حجِ تمتع کرنے والوں کے لیے قربانی واجب ہے۔حاجیوں کو منیٰ یا مکہ میں قربانی کرنا چاہیے۔
حجِ اِفراد کرنے والوں پر قربانی واجب نہیں ہے، جو صرف حج کر رہے ہیں اور عمرہ نہیں کر رہے ہیں۔
حجِ قِران اور حجِ تمتع کرنے والے حج کے ساتھ عمرہ بھی کرتے ہیں۔
حاجیوں کو دو دو مقامات پر قربانی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یعنی وہاں منیٰ میں اور پھر اپنے وطن میں۔
حاجی صرف منیٰ اور مکہ میں قربانی کریں گے۔

28۔ذبح میں احسان:

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں خوبصورتی اور احسان کو لازم ٹھہرایا ہے۔قربانی میں بھی احسان کو ملحوظ رکھا جائے۔
قربانی میں احسان یہ ہے کہ جانور کو آرام پہنچایا جائے۔اُسے کم سے کم تکلیف دی جائے۔تیز چھری سے ذبح کیا جائے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ	"اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں خوبصورتی اور احسان کو لازم ٹھہرایا ہے۔
فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَۃَ	لہٰذا (میدانِ جنگ میں) جب قتل کرو تو خوبصورتی سے قتل کرو۔
وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ ،	جب ذبح کرو تو خوبصورتی سے ذبح کرو،
وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَہٗ ،	تم لوگوں کو ذبح سے پہلے اپنی چھری تیز کر لینی چاہیے
فَلْیُرِحْ ذَبِیحَتَہٗ))	اور پھر جانور کو آرام پہنچانا چاہیے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، حدیث:5055، ترمذی:1409، عن شداد بن اوسؓ)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو حکم دیا:

((ھَلُمِّی الْمُدْیَۃَ))	" مجھے چھری لا کر دو ! " پھر فرمایا:
((اشْحَذِیھَا بِحَجَرٍ))	"اس چھری کو پتھر پر گھس کر تیز کرو۔"

(صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، حدیث:5091، عن عائشہؓ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

29۔ذبح کا طریقہ:

(a) ((بِاسمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكبَر)) کے الفاظ ادا کر کے رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانور کو ذبح کیا۔
(صحیح بخاری:7399،صحیح مسلم:1966)

(b) جانور کو قبلہ رخ لٹانا چاہیے۔

(c) جانور پر پیر رکھا جاسکتا ہے۔

(d) قرآن مجید کی یہ دو آیات پڑھنا بھی مسنون ہے۔ (ابوداود:2795،ابن ماجہ:3121)

﴿ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفاً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾ (الانعام:79)

”میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رخ اُس ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور میں ہر گز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں“

﴿ قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ (الانعام:162)

”کہو،میری نماز،میرے تمام مراسم عبودیت،میرا جینا اور میرا مرنا،سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے“

(e) قربانی کرتے وقت قربانی کی قبولیت کی دعا بھی کی جاسکتی ہے اور جن لوگوں کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے،اُن کا نام بھی لیا جاسکتا ہے،

جیسے:رسول اللہ ﷺ نے اپنا اور اپنے گھر والوں کا اور اپنی اُمت کا نام لیا۔

((بِاسمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ ، وَآلِ مُحَمَّدٍ ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ))

”اللہ کے نام سے،اے اللہ اس قربانی کو قبول فرما!محمدؐ کی طرف سے،آل محمدؐ کی طرف سے اور محمدؐ کی اُمت کی طرف سے“

(صحیح مسلم،کتاب الاضاحی:5091،ابوداود:2792،عن عائشہؓ)

(f) اونٹ کو نحر کرنا چاہیے۔اونٹ کو لٹا کر ذبح نہیں کرنا چاہیے،بلکہ اونٹ کو کھڑا کر کے،سامنے کے ایک پاؤں کو باندھ کر خنجر سے شہ رگ کاٹ دینا چاہیے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خَلِيْلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

30۔ دوسروں کی طرف سے قربانی:

(a) زندہ بیویوں کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے:

حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ﴿اپنی بیویوں کی طرف سے﴾ گائے کی قربانی کی۔ (یہ سو (100) اونٹوں کے علاوہ تھیں)

((ضَحّٰی رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ اَزْوَاجِہٖ بِالْبَقَرِ)) "رسول اللہ ﷺ نے ﴿اپنی بیویوں کی طرف سے﴾ گائے کی قربانی کی۔"

(صحیح بخاری:5548)

(b) ایک قربانی کی نیت میں کئی لوگوں کو شریک کیا جاسکتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے، ﴿آلِ محمدؐ﴾ اور ﴿امتِ محمدؐ﴾ کی طرف سے قربانی کی اور یہ الفاظ ادا کیے۔

((بِاسمِ اللّٰہِ اللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِن مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ مِن اُمَّتِ مُحَمَّدٍ ﷺ))

"اللہ کے نام سے! اے اللہ! محمدؐ کی طرف سے، آلِ محمدؐ کی طرف سے اور اُمتِ محمدؐ کی طرف سے قبول فرما۔"

(صحیح مسلم، کتاب الاضاحی:5091، عن عائشہ)

(c) مرنے سے پہلے آدمی قربانی کی وصیت کرسکتا ہے:

مرنے سے پہلے آدمی ﴿قربانی کی وصیت﴾ کرسکتا ہے، کیونکہ اس کو ایک تہائی تک وصیت کرنے کا حق ہے۔

(d) وفات شدہ لوگوں کی طرف سے صدقہ کیا جاسکتا ہے، لیکن قربانی نہیں:

وفات شدہ لوگوں کی طرف سے "صدقہ" کیا جاسکتا ہے، لیکن "قربانی" نہیں کی جاسکتی۔

"صدقے" میں پورے کا پورا مال اور پورے کا پورا گوشت غریبوں کو دینا لازم ہوتا ہے، صدقے میں سے خود کچھ نہیں کھایا جاسکتا۔

قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھایا جاسکتا ہے۔ اکثر لوگ "قربانی" اور "صدقے" کے فرق کو نظرانداز کردیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے مرحوم والد اور والدہ کی طرف سے ﴿صدقہ﴾ کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس پر اجر ملے گا۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا:

((اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَت نَفْسُھَا	"میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا ہے۔
وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ ،	مجھے یقین ہے کہ اگر وہ بول سکتیں تو ضرور صدقہ کرتیں۔
فَھَلْ لَّھَا اَجْرٌ	تو کیا اُنہیں ثواب ملے گا؟
اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا ؟	اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں؟"
قَالَ : نَعَمْ))	آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔"

(صحیح مسلم:1630، صحیح بخاری، کتاب الجنائز، حدیث:1388، عن عائشہؓ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیۡلُ الرَّحمٰنُ چشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

31۔وفات شدہ لوگوں کی طرف سے قربانی کے بجائے صدقہ کیا جائے:

زندہ لوگوں کی طرف سے قربانی کا ثبوت ملتا ہے۔آپؐ نے اپنی بیویوں کی طرف سے،﴿آل محمدؐ﴾اور﴿امتِ محمدؐ﴾کی طرف سے قربانی کی۔
مردہ لوگوں کی طرف سے قربانی کا کوئی ثبوت قرآن وسنت میں نہیں ملتا۔احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ اُن کی طرف سے قربانی نہ کی جائے۔
مُردہ لوگوں کی طرف سے قربانی کرنے کے بجائے،''صدقہ'' کیا جائے،اور پورے کا پورا گوشت غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کیا جائے۔

(a) رسول اللہ ﷺ نے وفات یافتہ بیویوں حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینبؓ کی طرف سے﴿قربانی نہیں﴾کی۔

حضرت خدیجہؓ نے دس(10)نبوی میں انتقال کیا اور حضرت زینب بن خزیمہؓ نے 4ھ میں وفات پائی۔

(b) آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ 3ھ کی جنگِ احد میں شہید ہوئے۔آپؐ نے ان کی طرف سے بھی﴿قربانی نہیں﴾کی۔

(c) رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپؐ کی تین بیٹیوں نے انتقال فرمایا۔

حضرتِ رقیہؓ زوجہ حضرت عثمانؓ نے رمضان 2ھ میں،حضرت زینبؓ زوجہ ابوالعاصؓ نے 8ھ میں اور حضرت اُم کلثومؓ زوجہ حضرت عثمانؓ نے 9ھ میں وفات پائی۔آپ ﷺ نے کسی مرحومہ بیٹی کی طرف سے قربانی نہیں کی۔
ان تمام دلیلوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وفات شدہ لوگوں کی طرف سے قربانی ثابت نہیں ہے،لہٰذا ہمیں بھی سنت پر عمل کرنا چاہیے۔

والدین اور مرحومین کی طرف سے قربانی کے بجائے،صدقہ کیا جائے:

مشہور تبع تابعی حضرت عبداللہ بن مبارکؒ(م181ھ)فرماتے ہیں۔
''میں پسند کرتا ہوں کہ مرنے والوں کی طرف سے صدقہ کیا جائے اور قربانی نہ کی جائے۔اور اگر کوئی میت کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہتا ہو تو اُس میں سے خود کچھ نہ کھائے اور کو سارے کا سارا صدقے کے طور پر تقسیم کر دیا جائے۔'' (ترمذی،کتاب ابواب الاضاحی:1495)

حاصلِ کلام:

بہتر یہی ہے کہ وفات شدہ لوگوں کی طرف سے قربانی نہ کی جائے،بلکہ''صدقہ'' کیا جائے اور صرف زندہ لوگوں کی طرف سے قربانی کی جائے۔
اپنی طرف سے،اپنے زندہ والدین کی طرف سے،اپنی زندہ بیویوں کی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے،قربانی کی جاسکتی ہے۔
وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

32۔رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قربانی:

کیا نبی ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے؟

بہتر یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قربانی نہ کی جائے، کیونکہ اس معاملے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

ابوداوداور ترمذی وغیرہ کی تمام حدیثیں ضعیف ہیں۔یہ تمام حدیثیں حنش بن معتمر سے روایت کی گئی ہیں، جو ضعیف ہیں۔

قال حنش: رأیتُ عَلِیًا یُضَحِّی بِکَبشَینِ. حنش کہتے ہیں: میں نے حضرت علیؓ کو دو مینڈھے ذبح کرتے ہوئے دیکھا

فَقُلتُ لَهُ: مَا هٰذَا؟ تو ان سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ (آپ کیوں ذبح کر رہے ہیں)؟

فَقَال: اِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ أوصَانِی أن أضَحِّی عَنه، فرمایا: ''رسول اللہؐ نے مجھے تاکید کی تھی کہ اُن کی طرف سے قربانی کروں

فَأنا أضَحِّی عَنه. چنانچہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔''

(ابوداود، رقم 2790،ضعیف، ترمذی، ابواب الاضاحی، حدیث:1495، عن علی بن ابی طالبؓ)

حاصلِ کلام:

علامہ ناصرالدین البانیؒ نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قربانی نہ کرنا بہتر ہے۔

وَاللّٰهُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

33۔ قربانی کے گوشت کا مصرف:

(a) قربانی کا گوشت خود بھی کھایا جاسکتا ہے، تنگ دست فقیروں کو بھی دیا جاسکتا ہے، قانع، خوددار، مسکین لوگوں کو اور مانگنے والوں کو بھی۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿ فَكُلُوا مِنهَا ، وَاَطعِمُوا البَآ ئِسَ الفَقِير﴾ ''اس میں سے خود بھی کھاؤ اور فاقہ کش فقیروں کو بھی کھلاؤ ''

(سورۃ الحج:28)

﴿فَكُلُوا مِنهَا ، وَاَطعِمُوا القَانِعَ ، وَالمُعتَرّ﴾ ''اس میں سے خود بھی کھاؤ! نہ مانگنے والے خوددار اور مانگنے والے کو بھی کھلاؤ''

(سورۃ الحج:36)

(b) البتہ کفارے کی قربانی کے گوشت سے آدمی خود نہیں کھا سکتا، صرف مساکین کو کھلانا چاہیے۔

(c) قربانی کے گوشت میں سے ﴿ جَزّ ار ﴾ یعنی قصائی کو اجرت کے طور پر گوشت نہیں دیا جاسکتا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ قربانی کے اونٹوں کی نگہداشت کریں۔

((وَاَنْ يَقسِمَ بُدْ نَهُ كُلَّهَا ، اور سب کا سب تقسیم کردیں۔
لُحُومَهَا ، وَجُلُودَ هَا ، وَجِلاَ لَهَا ، اُن کا گوشت بھی، اُن کی کھالیں بھی اور اُن کی آنتیں بھی۔
وَلاَ يُعطِيَ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا)) لیکن قصاب کو بطورِ اُجرت ان میں سے کوئی چیز نہ دیں۔''

(صحیح بخاری:1717، صحیح مسلم:1317، عن علی بن ابی طالبؓ)

(d) قربانی کرنے والا قربانی کے جانور کی کوئی چیز بھی فروخت نہیں کرسکتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ بَا عَ جِلْدَ اُضحِيَّتِهِ فَلاَ اُضحِيَّةَ لَهُ)) ''جس شخص نے اپنے قربانی کے جانور کی کھال بیچ دی، اُس کی کوئی قربانی نہیں۔''

(مستدرک حاکم:3468)

البتہ اگر کسی شخص یا ادارے کو قربانی کی کوئی بھی چیز عطا کردی جائے، وہ اُسے فروخت کرسکتا ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ملکیت کے بدل جانے سے اَحکام بدل جاتے ہیں۔ وَاللّٰهُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خَلِيلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

34۔ قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جاسکتا ہے:

((اَيَّامُ التَّشرِيقِ)) سے مراد، گوشت سُکھانے کے دن تھے۔ عرب قربانی کے گوشت کو دھوپ میں سُکھا کر ذخیرہ کر لیا کرتے تھے۔

آج کل فریج، فریزر اور ڈی فریزر نے اور زیادہ سہولت فراہم کر دی ہے۔

قربانی کا گوشت ﴿ذخیرہ﴾ کیا جاسکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ كُلُوا، وَادَّخِرُو ا ، وَتَصَدَّ قُوا ﴾ ”خود بھی کھاؤ! ذخیرہ بھی کرلو اور صدقہ وخیرات بھی کرو!“

(صحیح مسلم:1971 عن عائشہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ كُلُوا ، وَا طعِمُوا ، وَادَّخِرُو ا ﴾ ”خود بھی کھاؤ! دوسروں کو بھی کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کرلو!“

(صحیح بخاری:5569، عن سلمہ بن الاکوعؓ)

پرانے زمانے میں گوشت کو دھوپ میں سکھا کر محفوظ کر لیا جاتا تھا اور دیر تک استعمال کیا جاتا تھا۔

گوشت ذخیرہ کیا جاسکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ گوشت غریبوں میں تقسیم کیا جائے۔

35۔ قربانی کی کھالوں کا صحیح مصرف:

قربانی کی کھالوں کا بھی وہی مصرف ہے، جو قربانی کے گوشت کا ہے۔

کھالیں خود اپنے لیے بھی استعمال کی جاسکتی ہیں اور ﴿صدقہ﴾ بھی کی جاسکتی ہیں، لیکن انہیں فروخت نہیں کیا جاسکتا۔

کھالوں سے اپنے لیے جیکٹ، جوتے وغیرہ بنا لیے جاسکتے ہیں اور غریبوں کو بھی دیے جاسکتے ہیں۔

قربانی کی کھالیں مخلص دینی جماعتوں کو اور علماء کو دینا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ غریب طلبہ اور غریب علماء کو دیا جائے۔ مجاہدین کو دیا جائے۔ آفات زدگان کو دیا جائے۔ یتیموں اور بیواؤں کو دیا جائے۔

قربانی کی کھالیں اور زکوٰۃ ، ہرگز ہرگز ”سیکولر غیر سرکاری ادارے“ Secular N. G. O's کو اور گانے بجانے والے لوگوں کے اداروں کو نہیں دینا چاہیے۔

ہمارے دور کا یہ فتنہ بھی ہے کہ بدعمل فاسق وفاجر اداکار، موسیقار، رقاص وغیرہ زکوٰۃ اور صدقات مانگنے لگے ہیں۔ قربانی کی رقم خیرات کرنے کی اپیل کرتے ہیں۔ قربانی کی کھالیں مانگتے ہیں۔ انہیں شریعت کے اُصول وضوابط کا کچھ علم نہیں ہوتا۔ اس طرح کے اکثر سیکولر غیر سرکاری ادارے، مغرب کے پیروکار اور آلۂ کار ہوتے ہیں۔ اکثر غیر سرکاری اداروں کے منتظمین ساٹھ (60) سے ستر (70) فی صد حصہ خود کھا جاتے ہیں اور غریبوں کے حق میں بہت کم باقی رہ جاتا ہے۔

وَاللّٰهُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خَلِیْلُ الرَّحمٰنُ چِشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

قربانی کے اَحکام کا خلاصہ

1۔ قربانی حضرت آدمؑ کے زمانے سے ایک مشروع عمل ہے۔قرآن اور حدیث دونوں سے ثابت ہے۔اس سنت پر اُمت کا اجماع ہے۔

2۔ بعض فقہاء نے قربانی کو واجب قرار دیا ہے،لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ ایک سنتِ مؤکدہ ہے۔

3۔ قربانی میں نیت کی پاکیزگی ضروری ہے۔اللہ کی خوشنودی اور رضامندی کے حصول کے لیے قربانی کی جائے۔قربانی میں ریاکاری جائز نہیں۔

4۔ پورے گھر کی طرف سے صرف ایک قربانی کافی ہے،لیکن صاحبِ استطاعت پر ایک سے زیادہ قربانی کی کوئی پابندی نہیں۔

5۔ قربانی اور زکوٰۃ کا کوئی باہمی تعلق نہیں۔قربانی کا کوئی نصاب نہیں ہے،لیکن زکوٰۃ کا نصاب ہے۔

6۔ زکوٰۃ کی رقم سے قربانی نہیں کی جاسکتی۔

7۔ قربانی میں عقیقے کی نیت شامل نہیں کی جاسکتی۔

8۔ غریب آدمی جو قربانی نہیں کرسکتا،عید کے دن مونچھیں تراش لے،بال کٹوا لے،ناخن تراش لے اور زیرِ ناف صفائی کرلے۔یہ چار اعمال اللہ کے نزدیک قربانی کے برابر سمجھے جائیں گے۔ (نسائی:4,370)

9۔ قربانی کے جانور میں کوئی ''واضح'' عیب نہ ہو،کمزور نہ ہو،بیمار نہ ہو،کانا نہ ہو،لنگڑا نہ ہو،مریل اور لاغر نہ ہو،چربی سے خالی نہ ہو،کان اور سینگ جڑ سے کٹے ہوئے نہ ہوں۔سینگ ٹوٹا ہوا نہ ہو۔

10۔ قربانی کے جانور میں معمولی اور خفیف قسم کا عیب قابلِ معافی ہے۔

11۔ صحت مند جانور خریدنے کے بعد اگر وہ بیمار ہو جائے تو اُس کی قربانی کی جاسکتی ہے۔

12۔ دنبے اور دنبی کی عمر کم از کم چھ(6) ماہ ہو۔بکرے اور بکری کی عمر ایک سال سے زیادہ ہو۔گائے اور بیل کی عمر دو سال سے زیادہ ہو۔اونٹ اور اونٹنی کی عمر پانچ(5) سال یا اُس سے زیادہ ہو۔جانور کے انتخاب میں اصل معیار جانور کی عمر ہے۔عام طور پر اس عمر میں جانور کے دو دانت نکل آتے ہیں۔

13۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اپنے اور گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کی جاتی تھی۔ (ابن ماجہ:3,147)

14۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے،اپنے اہلِ خانہ کی طرف سے اور تمام اُمت کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کیا۔ (صحیح مسلم:5,091)

15۔ رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز اور خطبے کے بعد ایک مینڈھا ذبح کیا اور نیت کی کہ یہ میری طرف سے اور میرے ہر اُس اُمتی کی طرف سے ہے، جس نے قربانی نہیں کی۔ (ابوداود:2,810)

16۔ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی بھی کی۔ (صحیح بخاری : 5,553)

17۔ رسول اللہ ﷺ نے سات(7) اونٹ بھی قربانی میں ذبح کیے۔ (صحیح بخاری:1,712)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

خَلِیلُ الرَّحمٰن چشتی
Khaleelchishti@yahoo.com

18۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو(100)اونٹوں کی قربانی کی۔ (صحیح مسلم:2,950)

19۔ خصی جانور کی قربانی سنت ہے۔(ابوداود:2,795)جانور کا خصی ہونا قربانی کے لیے کوئی عیب نہیں ہے۔

20۔ اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات(7)افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ (صحیح مسلم:2,940)

21۔ اونٹ کی قربانی میں دس(10)افراد بھی شریک کیے گئے۔ (ترمذی:1,501،ابن ماجہ:3,131)

22۔ ایامِ تشریق کے چاروں دنوں میں قربانی کی جاسکتی ہے۔یعنی دس(10)،گیارہ(11)،بارہ(12)اور تیرہ(13)ذوالحجہ۔
(مسند احمد:8,214)

23۔ ایامِ تشریق کے چار(4)دن کھانے پینے کے دن ہیں،ان میں روزہ نہیں رکھا جاسکتا۔ (صحیح مسلم:2,677)

24۔ ایامِ تشریق کے چاروں دنوں میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ (البقرہ:203)

25۔ ایامِ تشریق میں صحابہؓ بازاروں میں جا کر باآوازِ بلند تکبیر پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری:968)

26۔ ایامِ تشریق میں تکبیرات کا وقت تیرہ(13)ذوالحجہ کی نمازِ عصر تک ہے۔غروبِ آفتاب کے بعد اگلے دن کا آغاز ہوجاتا ہے۔

27۔ حائضہ عورتوں کو بھی عیدگاہ جا کر،تکبیرات پڑھنی چاہییں اور مسلمانوں کی دُعا میں شریک ہونا چاہیے۔ (صحیح بخاری:324)

28۔ عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ (ترمذی:542)

29۔ نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ (صحیح بخاری:5,545)

30۔ کسی نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کرلی تو اُسے عید کی نماز کے بعد ایک اور جانور قربان کرنا ہوگا۔ (صحیح بخاری:5,562 اور 5,557)

31۔ قربانی کی بہترین جگہ شہر کے باہر عیدگاہ ہے۔ (صحیح بخاری:5,552)

32۔ قربانی کا جانور آدمی خود ذبح کرے۔یہ افضل ہے۔قربانی کے جانور پر پاؤں رکھا جاسکتا ہے۔ (صحیح بخاری:5,564)

33۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اپنی بیٹیوں کو خود ذبح کرنے کا حکم دیا۔عورت اپنی قربانی خود کرسکتی ہے۔ (صحیح بخاری تعلیقاً)

34۔ حاجیوں کی قربانی کی جگہ منیٰ اور مکہ ہے۔ (الحج:33 ، ابوداود:1,937)

35۔ حاجیوں کو صرف منیٰ اور مکہ میں قربانی کرنی چاہیے۔اپنے وطن میں دوسری قربانی کی ضرورت نہیں۔

36۔ ذبح کرتے وقت احسان سے کام لیا جائے۔چھری تیز کرلی جائے۔جانور کو آرام پہنچایا جائے۔ (صحیح مسلم:5,055 اور 5,091)

37۔ ذبح کرتے وقت((بِسمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکبَرُ)) کہنا چاہیے۔ (صحیح بخاری:7,399)

38۔ ذبح کے وقت قرآن مجید کی دو آیات پڑھنا مسنون ہے۔ (الانعام:79 اور الانعام:162)

39۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی مینڈھے میں اپنی طرف سے،اپنے گھر والوں کی طرف سے اور اپنی اُمت کی طرف سے قربانی کی جامع نیت کی۔
(صحیح مسلم:5,091)

خَلِیۡلُ الرَّحمٰنۡ چشتِی
Khaleelchishti@yahoo.com

40۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندہ بیویوں کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی۔ (صحیح بخاری: 5,548)

41۔ وفات شدہ لوگوں کی طرف سے اور مرحوم والدین کی طرف سے ''صدقہ'' کیا جاسکتا ہے۔ (صحیح بخاری: 1,388)

''صدقہ'' کیا جاسکتا ہے لیکن ''قربانی'' نہیں۔ ''صدقے'' کی صورت میں پورے جانور کا گوشت غریبوں کو دینا ہوگا۔ خود کچھ نہیں کھا سکتے۔

42۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات شدہ دو بیویوں، تین بیٹیوں اور ایک مرحوم چچا کی طرف سے قربانی نہیں کی۔

43۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قربانی کرنے کا کوئی پختہ ثبوت نہیں ملتا۔

44۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھایا جاسکتا ہے۔ فاقہ کش فقیروں کو بھی دیا جاسکتا ہے۔ مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کو بھی دیا جانا چاہیے۔
(الحج: 28 اور 36)

45۔ قربانی کے کسی حصے کو اُجرت کے طور پر قصائی کو نہیں دیا جاسکتا۔ اُجرت الگ سے ادا کی جائے۔ (صحیح بخاری: 1,717)

46۔ قربانی کرنے والا خود قربانی کی کھال فروخت نہیں کرسکتا۔ (مستدرک حاکم: 3,468) البتہ قربانی قبول کرنے والا فروخت کرسکتا ہے۔

47۔ قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔ (صحیح مسلم: 1,971، صحیح بخاری: 5,569)

48۔ قربانی کی کھالوں کا مصرف بھی وہی ہے، جو گوشت کا ہے۔ کھال خود بھی استعمال کی جاسکتی ہے اور غریبوں کو بھی دی جاسکتی ہے۔

49۔ قربانی کی کھالیں دینی جماعتوں اور دینی اداروں کو دینا افضل ہے۔

50۔ قربانی کی کھالیں لبرل، اداکاروں، موسیقاروں، گلوکاروں، کھلاڑیوں اور سیکولر غیر سرکاری اداروں کو نہیں دینا چاہیے۔

یکم ذوالحجۃ 1445ھ
8 جون 2024ء

خلیل الرحمٰن چشتی
اسلام آباد